کافر کون؟

ضروری گزارش

اس کتابچہ کا مطالعہ صرف وہ افراد کریں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عقل سلیم کی دولت اور انصاف کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے۔

آیت اللہ ڈاکٹر سید نیاز محمد ہمدانی

نام کتاب: کافر کون؟

مؤلف: آیت اللہ ڈاکٹر سید نیاز محمد ہمدانی

اشاعت: بار اول (مئی 2015)

تعداد: دو ہزار

مطبع: معراج دین پرنٹنگ پریس۔لاہور

ضروری نوٹ

اس کتاب میں قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کی پروف ریڈنگ بہت احتیاط سے کی گئی ہے اور حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ کوئی غلطی باقی نہ رہ گئی ہو۔لیکن تمام تر انسانی کوشش کے باوجود غلطی کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔قارئین محترم کو کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو اس کی ضرور نشاندہی کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اصلاح کی جاسکے۔اجرکم علی اللہ

دفتر آیت اللہ ڈاکٹر سید نیاز محمد ہمدانی

www.drhamadani.com

syedniazm@yahoo.com

فہرست مندرجات

عنوان صفحہ

انتساب:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پر ایمان رکھنے والوں کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضروری تمہید

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالی کی آخری کتاب ہے جو اس نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیئے اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی۔ اس کتاب کے احکام قیامت تک مؤثر اور نافذ ہیں۔ اس کتاب کے تمام احکامات کی اطاعت مسلمانوں پر فرض ہے۔ لیکن اس کے باوجود مسلمان قرآن مجید کے بعض احکام کی نافرمانی مسلسل اور مستقل بنیادوں پر کرتے آرہے ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے یہ احکام نازل ہی اس لیئے فرمائے کہ ان کی نافرمانی کی جائے۔ (معاذ اللہ)

ہم یہاں ان میں سے دو احکام کی نشاندہی کریں گے۔ ان میں سے ایک حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرقوں میں تقسیم ہونے سے منع فرمایا:

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعاً وَّلَا تَفَرَّقُوۡا

سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں مت پڑو۔ (آل عمران: 103)

اَنۡ اَقِیۡمُوا الدِّیۡنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوۡا فِیۡہِ

دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ پیدا نہ کرو۔ (شوریٰ:13)

ان آیات میں دین کو قائم کرنے اور تفرقے سے باز رہنے کا حکم کچھ ایسے انداز میں دیا جا رہا ہے جس سے یہ بات اچھی طرح سے واضح ہو جاتی ہے کہ اگر دین کو معاشرے میں قائم اور نافذ کرنا ہے تو تفرقے سے دور رہنا ہوگا اور اگر تفرقہ پیدا ہو گیا تو دین قائم نہیں ہو سکے گا۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے ان واضح احکامات کے باوجود مسلمان فرقہ فرقہ ہو کر رہے۔ نہ صرف یہ کہ ان کے درمیان مختلف فرقے پیدا ہو گئے بلکہ فرقوں میں عدم رواداری اور عدم برداشت بھی پیدا ہو گئی۔ پاکستان کو برصغیر کے سب مسلمانوں نے فرقہ واریت کو بالائے طاق رکھ کر حاصل کیا تھا، آج فرقہ واریت کے عفریت نے اس کے وجود کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ اگر 14 اگست 1947 سے آج تک پاکستان کے مسلمان متحد رہتے، ایک دوسرے کے عقائد کا احترام کرتے، ایک دوسرے کے دینی شعائر کا احترام کرتے، اپنی زندگی کے تمام معاملات میں قرآن اور سنت کی تعلیمات کی پیروی کرتے تو کیا آج پاکستان دنیا کی ہر قوم کے لیئے ایک مثالی اسلامی فلاحی مملکت نہ ہوتا؟

قرآن مجید کا ایک اور حکم جسے مسلمان مسلسل پیروں تلے روندرہے ہیں وہ ہے عدل وانصاف کا حکم۔ قرآن مجید میں عدل وانصاف کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید کی روشنی میں تمام آسمانی کتب کے نازل کرنے اور تمام رسولوں کے بھیجے جانے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ انسانی معاشرے میں عدل وانصاف قائم ہو:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنَاتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْکِتَابَ وَ الْمِیْزَ انَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

اور ہم نے اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب

اور میزان (قانون) کو نازل کیا تا کہ لوگ انصاف قائم کریں۔(حدید:25)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو واضح الفاظ میں حکم دیا ہے:

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَئَانُ قَوْمٍ عَلَیٰ اَنْ لَا تَعْدِلُوْا، اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْویٰ

اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ایسا مجرم نہ بنادے کہ تم عدل نہ کرو، عدل کرو،

یہ سب سے بڑھ کر تقویٰ کے قریب ہے۔(مائدہ:8)

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا

اور جب تم بات کرو تو عدل کرو (مائدہ:152)

ان دو آیات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دشمن کے ساتھ بھی عدل کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کسی قوم کی دشمنی میں ایسے مجرم نہ بن جاؤ کہ عدل نہ کرو۔ دشمن سے بھی عدل کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب بات کرو تو بات کرنے میں بھی عدل کرو، کسی کے بارے میں ایسی بات بھی نہ کرو جو انصاف پر مبنی نہ ہو۔

دوسروں کے بارے میں عدل سے بات کرنے کے حکم کا دوسرا رخ یہ ہے کہ ہم دوسروں کی بات کو سنیں بھی عدل سے۔ اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ نے عدل سے گفتگو کرنے کا حکم اس لیئے دیا تا کہ معاشرے میں عدل قائم ہو۔ اگر کوئی شخص یا گروہ عدل سے بات نہ کرے تو معاشرے میں عدل قائم نہ ہو سکے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یا گروہ عدل سے بات کر رہا ہو مگر سننے والا اس کی بات کو عدل سے نہ سن رہا ہو تو اس کے عدل سے بات کرنے کا مقصد ہی فوت ہوجائے گا۔ لہٰذا جہاں ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ دوسروں کے بارے میں، حتیٰ کہ دشمن کے بارے میں، جو بات بھی کہے عدل سے کہے وہاں ہر مسلمان پر یہ بھی لازم ہے کہ ہر کسی کی بات کو، حتیٰ کے دشمن کی بات کو بھی عدل سے سنے۔ کسی کی بات کو عدل سے سننے کا مطلب یہ ہے کہ جو وہ کہہ رہا ہے اسے سمجھا جائے۔ اپنے جملوں اور الفاظ سے جو معنی وہ مراد لے رہا ہے ہم بھی انہی معانی کو تسلیم کریں۔ لیکن اگر ہم کسی کی بات کو سن کر اس کی بات سے وہ معنی نکالنا شروع کر دیں جو اس کی مراد نہیں ہے تو یہ خلاف عدل ہوگا۔ کسی کی بات کی ایسی تشریح کرنا جس کا وہ خود قائل نہیں ہے، پھر اپنی من پسند تشریح کی بنیاد پر اس کے خلاف کوئی فیصلہ یا فتویٰ دینا ظلم ہے جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

کس قدر بد قسمتی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں عدل و انصاف پر جتنی تاکید کی ہے مسلمانوں نے اتنی ہی شدت سے اللہ کے اس حکم کی نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں بتادیا کہ تمام آسمانی کتابوں اور رسولوں کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ انسانی معاشرے میں عدل قائم ہو۔ یہ عدل کس نے قائم کرنا تھا؟ ظاہر سی بات ہے آسمانی کتابوں اور رسولوں پر ایمان لانے والوں نے۔

مندرجہ بالا دو احکام کی روشنی میں اول تو مسلمانوں کو فرقوں میں تقسیم نہیں ہونا چاہیے تھا۔ پھر اگر فرقے بن ہی گئے تو مخالف فرقوں کے ساتھ بھی عدل و انصاف سے پیش آنا چاہیے تھا، دوسرے فرقے کے بارے میں کچھ بھی کہنے سے پہلے اس بات کا اہتمام کیا جانا ضروری تھا کہ جو کچھ کہا جائے عدل و انصاف سے کہا جائے، کوئی ایسی بات نہ کہی جائے جو بے انصافی کی بات ہو۔

لیکن مسلمان! ماشاءاللہ!! صد آفرین مسلمانوں پر!!!

پہلے تو اللہ تعالیٰ کے پہلے حکم کی نافرمانی کی اور فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ صرف فرقے ہی نہیں بنے بلکہ فرقوں کے اندر بھی فرقے اور دھڑے بن

گئے۔ پھر دوسرے حکم کو ایسے پیروں تلے روندر ہے ہیں کہ اپنے مخالف فرقوں کے بارے میں ہر قسم کی ناانصافی کرنے، ہر قسم کا جھوٹ بولنے اور ہر قسم کی خیانت اور بد دیانتی کو دینی فریضہ سمجھا جا رہا ہے۔ ایک دوسرے کے بارے میں تقریر اور تحریر کے ذریعے جو کچھ کہا جا رہا ہے اس میں عدل وانصاف کا دور دور تک نام ونشان تک نظر نہیں آتا۔ ہر فرقے اور دھڑے کا مقرر اور خطیب مخالف فرقے اور دھڑے کے بارے میں بولنے سے پہلے بھر پور تیاری کرتا ہے کہ عدل وانصاف کے اصولوں کی دھجیاں کس طرح بکھیرنی ہیں اور اپنے جملوں میں زیادہ سے زیادہ زہر کیسے بھرنا ہے؟ اپنے فرقے یا دھڑے کے افراد کے دلوں میں مخالف فرقے یا دھڑے کے خلاف زیادہ سے زیادہ نفرت بھرنے کے لیئے کس قسم کی شعلہ نوائی اور آتش بیانی کرنی ہے؟

انا للہ وانا الیہ راجعون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں کوئی مشرک، کوئی یہودی، کوئی مسیحی یا کوئی بھی غیر مسلم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دیتا تھا تو وہ مسلمان ہو جاتا تھا۔لیکن آج لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے ایک دوسرے کو کافر کہہ کر رہے ہیں، ایک دوسرے کے گلے کاٹ رہے ہیں، ایک دوسرے کی عبادت گاہوں پر حملے کر رہے ہیں۔ پاکستان میں نماز جمعہ کے اجتماعات پولیس کے پہرے میں ہوتے ہیں، نماز پڑھنے والے بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے، حملہ کرنے والے بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

کیا اس سے بڑھ کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی توہین ہو سکتی ہے؟

کس قدر بدقسمتی کی بات ہے کہ مسلمانوں کے پاس اسلام اور مسلمان کی ایسی تعریف تک موجود نہیں ہے جس پر سب مسلمان متفق ہوں۔ جب اسلام اور مسلمان کی تعریف پر ہی اتفاق نہیں ہے تو کسی کو کافر کس بنیاد پر کہا جا سکتا ہے؟ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ایک دوسرے کو کافر قرار دینے، ایک دوسرے کے گلے کاٹنے، ایک دوسرے کے خلاف ہزاروں صفحات پر مشتمل کتب لکھنے، ایک دوسرے کی عبادت گاہوں اور اجتماعات پر حملے کرنے کی بجائے کچھ عرصہ کے لیئے مسلمانوں کے تمام فرقوں کے علماء سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور اسلام اور مسلمان کی کوئی ایسی جامع ومانع تعریف وضع کریں جس پر سب مسلمان متفق ہو جائیں تا کہ کافر کافر کے فتووں کا کاروبار ہمیشہ کے لیئے ختم ہو جائے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والوں کے ہاتھوں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والوں کا خون بہانے کا یہ سلسلہ بند ہو جائے۔ وہ وقت کب آئے گا جب باشعور مسلمان عوام اپنے فرقوں کے علماء کے گریبان پکڑ کر ان سے پوچھیں گے کہ جناب پہلے اسلام اور مسلمان کی ایسی تعریف بیان کریں جس پر سب مسلمان متفق ہوں پھر اس تعریف کی روشنی میں کسی کو کافر قرار دیں۔

ویسے تو شیعہ سنی اختلاف پاکستان میں شروع سے موجود تھا لیکن برداشت اور رواداری کی روایت بھی بہت حد تک موجود تھی جس کی وجہ سے بڑے پیمانے پر فسادات اور قتل وغارت گری کے واقعات نہ ہونے کے برابر تھے۔لیکن گزشتہ تیس سالوں میں شیعہ سنی محاذ آرائی میں خطرناک حد تک اضافہ ہو گیا ہے۔ اب تو بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ بسوں کو روک کر مسافروں کے شناختی کارڈ دیکھ کر یا ان کی کمر پر زنجیر زنی کے نشانات دیکھ کر ان کے شیعہ ہونے کی تصدیق کر کے انہیں لائن میں کھڑا کر کے گولیاں مارنے کے واقعات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

مستقبل میں جب ہماری نسلیں یہ واقعات پڑھیں گی کہ پاکستان کی کچھ جہادی تنظیموں سے تعلق رکھنے والے، اسلام کے ''بہادر اور شیر دل'' مجاہد، بسوں سے نہتے'' کافروں'' کو اتار کر، انہیں لائن میں کھڑا کر کے قتل کر دیتے تھے تو وہ اسلام پر اور اسلام کے ان ''عظیم، بہادر اور شیر دل مجاہدین'' پر کتنا فخر کریں گی!!

☆ ☆ ☆

اس مختصر تحریر میں ہم نے شیعہ اثنا عشری عقائد کو بیان کیا ہے اور سنی مسلمانوں کے عقائد کے ساتھ ان کا موازنہ کیا ہے تاکہ جو لوگ شیعہ عقائد سے آگاہ نہیں ہیں اور شیعہ مخالف لکھنے اور بولنے والوں کی تحریر و تقریر کے زیر اثر ہیں، ان کی ناواقفیت کو ختم کیا جا سکے۔ ہماری بھرپور کوشش رہی ہے کہ اس تحریر میں کسی بھی مقام پر جذباتی نہ ہوا جائے، کوئی ایسا لفظ یا جملہ استعمال نہ کیا جائے جس سے کسی کی بے احترامی ہو یا کسی کے جذبات مجروح ہوں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا:

قُلْ یَا اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْ اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ

ترجمہ: اے رسول! کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے

کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ (آل عمران: 64)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر اہل کتاب، یعنی یہود و نصاریٰ کے ساتھ اشتراک فکر و عمل کا حکم دے رہا ہے۔ پھر مسلمان فرقے، جن کے درمیان بہت سی باتیں مشترک ہیں ان میں اتحاد اور اشتراک قائم کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی جاتی؟ آخر کب تک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے ایک دوسرے کو کافر کہہ کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والوں کا خون بہاتے رہیں گے؟ آخر کب تک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے اپنے اس عمل کے ذریعے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی توہین کرتے رہیں گے؟

اس مختصر تحریر کا مقصد مسلمانوں میں پائے جانے والے موجودہ بگاڑ کی اصلاح کی طرف ایک قدم اٹھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنمَا المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم (حجرات: 10)

ترجمہ: مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں پس تم اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرواؤ۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب (ہود: 88)

ترجمہ: میں تو صرف اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میری استطاعت میں ہو، اور میری توفیق

صرف اللہ کی طرف سے ہے، میں نے اسی پر توکل کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو قرآن کی اتباع کرنے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والحمد للہ رب العالمین

ڈاکٹر سید نیاز محمد ہمدانی۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صراط مستقیم:

دنیا میں کوئی بھی کام کرنے کے دو ہی طریقے ہوتے ہیں: صحیح طریقہ اور غلط طریقہ۔ غلط طریقے سے کیئے ہوئے کام کا نتیجہ کبھی صحیح نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ہر روز نماز میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ
جس کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ! زندگی میں ہر کام کرتے وقت اور ہر قدم اٹھاتے وقت مجھے سیدھے راستے کی ہدایت فرما۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ہم زندگی میں جو بھی قدم اٹھاتے ہیں اس کے بارے میں یہ امکان بہرحال موجود ہوتا ہے کہ ہمارا قدم غلط راستے پر پڑ جائے اور ہم راہ ہدایت سے بھٹک جائیں۔

کسی مذہب کو جاننے کے بھی دو ہی طریقے ہیں: صحیح طریقہ اور غلط طریقہ۔ کسی بھی مذہب کو جاننے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس مذہب کے معتبر اور مستند مآخذ کا مطالعہ کیا جائے۔ اس مذہب کے مستند علماء کی کتب کا مطالعہ کیا جائے، ان کی تقریروں کو سنا جائے یا ان سے گفتگو کی جائے اور اپنے مذہب اور عقیدے کی جو تشریح وہ خود کریں اسی کو تسلیم کیا جائے۔

اس کے برعکس کسی مذہب کو جاننے کا غلط طریقہ یہ ہے کہ اس مذہب کے معتبر اور مستند مآخذ کی بجائے غیر معتبر مآخذ کا مطالعہ کیا جائے، ان کے مستند اور معتبر علماء کی بجائے کم علم یا بے علم افراد کی گفتگو سن کر اس کے بارے میں کوئی رائے قائم کی جائے۔ غلط طریقوں میں سے ایک بہت غلط طریقہ یہ ہے کہ کسی مذہب کے بارے میں اس مذہب کے مخالفین کی کتب کا مطالعہ کر کے یا ان کی گفتگو سن کر ان کے بارے میں کوئی رائے قائم کی جائے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی تنگ نظر اور متعصب یہودی اسلام کے بارے میں کوئی کتاب لکھے یا کوئی تقریر کرے اور کوئی شخص اس کی کتاب پڑھ کر یا اس کی تقریر سن کر اسلام کے بارے میں کوئی رائے قائم کرے تو ظاہر سی بات ہے کہ وہ اسلام کے بارے میں حقیقت کو نہیں جان سکے گا بلکہ حقیقت سے دور اور گمراہ ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی متعصب سنی مولوی شیعہ مذہب کے بارے میں کوئی کتاب لکھے یا کوئی تقریر کرے تو اس کی کتاب پڑھ کر یا اس کی تقریر سن کر شیعہ مذہب کے بارے میں قائم کی جانے والی رائے کسی صورت میں بھی درست نہیں ہوگی۔

علمی اور تحقیقی کام عام طور پر مشکل ہوتا ہے۔ عوام تو درکنار اچھے خاصے علماء بھی اس کی توفیق سے محروم ہوتے ہیں۔ ایسے میں کسی مذہب کے بارے میں صحیح علم حاصل کرنے کا ایک آسان مگر معتبر راستہ یہ ہے کہ اس مذہب کی باقاعدہ عبادات کو دیکھا جائے۔

عبادات کی دو قسمیں ہوتی ہیں: باقاعدہ عبادات اور بے قاعدہ عبادات۔ باقاعدہ عبادات جیسے نماز، روزہ، حج وغیرہ۔ بے قاعدہ عبادات جیسے میلاد کی محافل اور مجالس عزا وغیرہ۔ ظاہر سی بات ہے کہ محافل میلاد میں شرکت کرنے والے لوگ ان کو عبادت سمجھ کر ان میں شرکت کرتے ہیں۔ لیکن ان محافل میں مقررین اور نعت خوان حضرات جو کچھ کہتے ہیں ضروری نہیں کہ وہ ان کے مذہب کی حقیقی ترجمانی کرتا ہو۔

اسی طرح اہل تشیع اپنی مجالس عزا کو عبادت سمجھتے ہیں لیکن ان مجالس میں ذاکرین اور مقررین کی زبانی جو کچھ بیان کیا جاتا ہے، ضروری نہیں کہ وہ مذہب کی حقیقی ترجمانی کر رہا ہو۔ کسی مذہب اور اس کے بنیادی عقائد کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنے کا آسان ترین راستہ اس مذہب کی

باقاعدہ عبادات کا غور سے مشاہدہ کرنا ہے۔

اسی طرح کسی مذہب سے تعلق رکھنے والے عوام کے عمل کو دیکھ کر بھی اس مذہب کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنا درست نہیں ہے۔ پاکستان روئے زمین کا واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا۔ تحریک پاکستان کے زمانے میں برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کا مقصد یہ تھا کہ ہم ایک ایسی آزاد مملکت کا قیام چاہتے ہیں جہاں اسلام کے احکام کے مطابق آزادی سے زندگی بسر کر سکیں، جہاں اسلام کے اصولوں کی حاکمیت ہو اور اسلام کے مطابق زندگی گزارنے میں کوئی رکاوٹ اور دشواری نہ ہو۔

اگر آج مغربی دنیا کا کوئی شخص یہ سوچے کہ چلو پاکستان جا کر دیکھتے ہیں کہ اسلام کیا ہے جس کے لیئے برصغیر کے مسلمانوں نے اتنی قربانیاں دی تھیں۔ پھر وہ پاکستان آجائے اور یہاں آکر اسلام کے نام پر ہونے والے فتنہ و فساد کو دیکھے، حکومت اور سرکاری اداروں میں ہونے والی بدعنوانی اور کرپشن کو دیکھے، دین کے نام پر پھیلائی جانے والی جہالت اور دین کے نام پر کی جانے والی دہشت گردی اور سفاکانہ خونریزی کو دیکھے اور پھر یہ رائے قائم کرے کہ اسلام فتنہ و فساد، بدعنوانی اور کرپشن، خونریزی و سفاکی کا دین ہے تو کیا اس کی بات صحیح ہوگی؟ اگر وہ ایسی بات کرے گا تو ہر شخص اس سے کہے گا کہ بھائی تم نے جاہل اور بے عمل مسلمان دیکھے ہیں جن کا عمل اسلام کا ترجمان اور نمائندہ نہیں ہے۔ اگر اسلام کے بارے میں جاننا چاہتے ہو تو مسلمانوں کا طرز عمل نہ دیکھو بلکہ اسلام کا مطالعہ کرو۔

بالکل اسی طرح شیعہ عوام کے عمل کو دیکھ کر اس کی روشنی میں شیعہ مذہب کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنا بھی درست طریقہ نہیں ہوگا۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا تقاضا یہ ہے کہ شیعہ مذہب کے بارے میں حقیقت کو جاننے کے لیئے بھی انہی نکات کو پیش نظر رکھا جائے ورنہ شیعہ مذہب کے بارے میں قائم کی جانے والی کوئی بھی رائے صحیح نہیں ہوگی۔ اگر کوئی شخص کسی کم علم یا جاہل ذاکر یا مقرر کی باتوں سے یا غیر معتبر کتابوں سے، یا شیعہ مذہب کے دشمنوں کی تحریر و تقریر کی روشنی میں شیعہ مذہب کے بارے میں کوئی رائے قائم کرتا ہے تو اس کی رائے یقیناً غلط ہوگی۔

شیعہ مذہب اور اس کے بنیادی عقائد اور ارکان کو جاننے کے لیئے بھی صحیح راستہ اختیار کرنا پڑے گا ورنہ کبھی بھی شیعہ مذہب کی حقیقت کو نہیں جان پائیں گے۔ ایک عام مسلمان کے لیئے شیعہ مذہب کو جاننے کا بہترین اور آسان ترین راستہ یہ ہے کہ شیعہ مذہب کی باقاعدہ اور بنیادی قسم کی عبادات کا مشاہدہ کیا جائے۔ اس مختصر تحریر میں ہم اسی روش کو اختیار کرتے ہوئے شیعہ مذہب کا تعارف پیش کریں گے۔

یہ نکتہ بھی بہت اہم ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ اہل کتاب کو مشترکہ عقائد کی بنیاد پر اشتراک عمل کی دعوت دیں:

قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ

ترجمہ: اے رسول! کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے
کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ (آل عمران: 64)

ہم اس تحریر میں شیعہ کے دو اعمال کو آپ کے سامنے پیش کریں گے۔ ان دو اعمال کا بغور جائزہ لے کر ہر ذی شعور مسلمان اس بات سے بخوبی آگاہ ہو جائے گا کہ اصل شیعہ عقائد و نظریات کیا ہیں اور ان کے عقائد اور دوسرے مسلمانوں کے عقائد میں کون سی باتیں مشترک ہیں۔ ان دو اعمال میں سے پہلا عمل اذان ہے اور دوسرا تلقین۔ پہلے اذان کا جائزہ لیتے ہیں۔

☆☆☆

شیعہ اذان :

شیعہ اذان اس طرح سے ہے: ابتدا میں چار مرتبہ اللہ اکبر کہا جاتا ہے۔ اہل سنت کے تمام فرقوں کی اذان کا آغاز بھی چار مرتبہ اللہ اکبر سے ہوتا ہے۔ اللہ اکبر کے معنی یہ ہیں کہ کائنات اور اس کی ہر چیز اور تمام چیزوں کا مجموعہ مل کر بھی اللہ تعالی کے سامنے چھوٹا ہے اور اللہ ہی ہے جو بڑا ہے، باقی سب چھوٹے ہیں۔ گویا اللہ اکبر شیعہ اور سنی کے درمیان مشترک عقیدہ ہے۔

اس کے بعد شیعہ اور سنی دونوں اپنی اذان میں دو مرتبہ **اشھد ان لا الہ الا اللہ** کہتے ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کے بعد شیعہ اور سنی دونوں اپنی اذان میں دو مرتبہ **اشھد ان محمدا رسول اللہ** کہتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اس طرح **اشھد ان لا الہ الا اللہ** اور **اشھد ان محمدا رسول اللہ** بھی شیعہ اور سنی کے درمیان مشترک عقائد ہیں۔

اس کے بعد شیعہ اپنی اذان میں دوبار **اشھد ان علیا ولی اللہ** کہتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام اللہ کے ولی ہیں۔ شیعہ کے بعض بے انصاف مخالفین، سادہ لوح اہل سنت کو گمراہ کرنے کے لیئے پروپیگنڈا کرتے چلے آئے ہیں کہ شیعہ حضرت علی علیہ السلام کو خدا سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ یہ الزام لگاتے ہیں کہ شیعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے حضرت علی علیہ السلام کو رسول مانتے ہیں۔ شیعہ اپنی اذان میں **اشھد ان علیا ولی اللہ** کہہ کر اس بات کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کو خدا اور رسول نہیں بلکہ اللہ کا ولی سمجھتے ہیں۔ یہاں تک شیعہ کی اذان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شیعہ اللہ تعالی کو بڑا اور اس کے سوا ہر ایک اور ہر چیز کو اس کے مقابلے میں چھوٹا سمجھتے ہیں۔ وہ اللہ کو ہی معبود سمجھتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا رسول اور حضرت علی علیہ السلام کو اللہ کا ولی سمجھتے ہیں۔

اس بات میں کسی مسلمان کو شک وشبہ نہیں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اللہ کے ولی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ شیعہ اذان میں اس کا اظہار کرتے ہیں جبکہ دوسرے مسلمان اس بات کو اذان میں کہتے نہیں لیکن مانتے ضرور ہیں۔ کیا دنیا میں کوئی بھی ایسا اہل سنت ہے جو یہ کہتا ہو کہ حضرت علی علیہ السلام اللہ کے ولی نہیں ہیں؟ البتہ اس بات کی یاد دہانی ضروری ہے کہ تمام شیعہ فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ **اشھد ان علیا ولی اللہ** اذان کا حصہ نہیں ہے۔ اس کے بغیر بھی اذان مکمل ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کے حوالے سے شیعہ پر جو بے بنیاد پروپیگنڈا کیا جاتا ہے اس کے اثر کو زائل کرنے کے لیئے ہی یہ جملہ اذان میں کہا جاتا ہے۔

ہر روز شیعہ مساجد اور امام بارگاہوں سے اذان میں کہا جاتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اللہ کے ولی ہیں لیکن اس کے باوجود ان پر الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کو خدا یا رسول سمجھتے ہیں۔ اگر شیعہ اپنی اذان میں یہ جملہ نہ کہتے ہوتے تو پھر اللہ جانے حضرت علی علیہ السلام کے حوالے سے بے چارے شیعوں پر اور کیا کیا الزامات لگائے جاتے۔

اس کے بعد شیعہ اور سنی دونوں اپنی اذان میں دوبار **حی علی الصلوۃ** کہتے ہیں جس کے معنی ہیں کہ آؤ نماز کی طرف۔ اس کے بعد دونوں اپنی اذان میں دو مرتبہ **حی علی الفلاح** کہتے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ آؤ کامیابی اور فلاح کی طرف۔ اس کے بعد شیعہ اپنی اذان میں دو مرتبہ **حی علی خیر العمل** کہتے ہیں، اس کے معنی ہیں: آؤ اس عمل کی طرف جو ہر عمل سے بہتر ہے۔ اس جملے سے شیعہ اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ شیعہ مذہب میں نماز ہر عمل سے افضل اور بہتر ہے۔ اہل سنت کی صبح کی اذان میں **حی علی الفلاح** کے بعد دوبار **الصلوٰۃ خیر من النوم** کہتے ہیں۔ جس کے معنی ہیں نماز نیند سے بہتر ہے۔ یعنی اہل سنت کی صبح کی اذان کے مطابق نماز نیند سے بہتر ہے جب کہ شیعہ کی ہر اذان میں نماز کو ہر عمل سے بہتر عمل کہا

جاتا ہے۔

اس کے بعد شیعہ اورسنی دونوں اپنی اذان میں دومرتبہ اللہ اکبر کہتے ہیں۔اس کے بعد اذان کے آخر میں اہل سنت ایک بار اور شیعہ دو بار لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔حیرت کی بات ہے کہ اگر دو بار لا الہ الا اللہ کہنے والے کافر ہیں تو ایک بار کہنے والے کیسے مسلمان ہو گئے؟اور اگر ایک بار لا الہ الا اللہ کہنے والے مسلمان ہیں تو دو بار لا الہ الا اللہ کہنے والے کیسے کافر اور مشرک ہو گئے؟

اب ہر صاحب عقل وبصیرت غور کرے اور دیکھے کہ شیعہ اور سنی دونوں اپنی اذان میں کن عقائد کا اقرار واظہار کر رہے ہیں؟ مسلمان ہونے کے لیئے جن باتوں پر ایمان ہونا ضروری ہے شیعہ ان سب پر ایمان رکھتے ہیں۔شیعہ اور سنی دونوں کے بنیادی عقائد ایک ہی ہیں۔پھر کیا وجہ ہے کہ سنی کو تو مسلمان کہا جائے اور شیعہ کو کافر؟ اگر مسلمان ہیں تو دونوں مسلمان ہیں اور کافر ہیں تو دونوں کافر ہیں اس لیئے کہ دونوں کے بنیادی عقائد ایک ہی ہیں۔ہمارا پختہ اور ناقابل تردید موقف ہے کہ اصول وفروع میں جزوی اختلافات کے باوجود شیعہ اور سنی دونوں مسلمان ہیں۔

اب شیعہ کے ایک اور عمل پر روشنی ڈالتے ہیں۔یہ عمل ہے تلقین۔اس سے پہلے کہ شیعہ تلقین اور اس کا ترجمہ یہاں نقل کیا جائے اس بات کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تلقین اہل سنت کے ہاں بھی مستحب ہے اور اس پر بہت تاکید ہے۔ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ برادران اہل سنت نے اس انتہائی اہم عمل کو کیوں ترک کر دیا ہے۔امام طبرانی ابوامامہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إذا مَاتَ أَحَدٌ من إخْوَانِكُمْ فَسَوَّيْتُمُ التُّرَابَ على قَبْرِهِ فَلْيَقُمْ أحدكم على رَأْسِ قَبْرِهِ ثُمَّ لْيَقُلْ يا فُلَانُ بن فُلَانَةَ فإنه يَسْمَعُهُ وَلَا يُجِيبُ ثُمَّ يقول يا فُلَانُ بن فُلَانَةَ فإنه يَسْتَوِي قَاعِدًا ثُمَّ يقول يا فُلَانُ بن فُلَانَةَ فإنه يقول أَرْشِدْنَا يَرْحَمُكَ اللهُ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ فَلْيَقُلْ اُذْكُرْ ما خَرَجْتَ عليه من الدُّنْيَا شَهَادَةَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّكَ رَضِيتَ بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا فإن مُنْكَرًا وَنَكِيرًا يَأْخُذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهِ وَيَقُولُ انْطَلِقْ بِنَا مَا يُقْعِدُنَا عِنْدَ من لُقِّنَ حُجَّتَهُ

ترجمہ: جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی فوت ہوجائے پھر تم اسے قبر میں رکھ کر اس پر مٹی ڈال چکو تو تم میں سے ایک شخص اس کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے اے فلاں بن فلانہ۔تو وہ مردہ سنتا ہے لیکن جواب نہیں دیتا۔پھر کہے اے فلاں بن فلانہ تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔وہ پھر کہے اے فلاں بن فلانہ تو وہ کہتا ہے: اللہ تم پر رحم کرے ہماری رہنمائی کرو لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں ہوتا۔پھر وہ کہے: اس بات کو یاد کرو جس پر تم اس دنیا سے نکلے تھے: اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔اور یہ کہ تم اس بات پر راضی تھے کہ اللہ تمہارا رب ہے، محمد تمہارے نبی ہیں، اسلام تمہارا دین ہے اور قرآن تمہارا امام ہے۔جب وہ ایسا کر چکے تو منکر اور نکیر میں سے ہر ایک اپنے دوسرے ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر کہتا ہے: چلو یہاں سے نکلتے ہیں، ہمیں اس سے کیا کام؟ اسے اس کی حجت تلقین کر دی گئی ہے۔ (المعجم الکبیر جلد 8 صفحہ 248 حدیث 7979)

اہل تشیع میں جب کوئی فوت ہوتا ہے تو اسے غسل اور کفن کے بعد اس پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔پھر جب اسے دفن کرنے کے لیئے قبر میں لٹا دیا جاتا ہے تو ایک بار قبر بند کرنے سے پہلے اور ایک بار قبر بند کرنے کے بعد تلقین پڑھی جاتی ہے جس میں میت کو اور وہاں موجود سب لوگوں کو شیعہ مذہب کے بنیادی عقائد کی تلقین کی جاتی ہے۔تلقین اور اس کا اردو ترجمہ یہ ہے:

تلقین

اِسْمَعْ اِفْهَمْ يا فُلانَ بْنَ فُلان....هَلْ اَنْتَ عَلَى الْعَهْدِ الَّذى فارَقْتَنا عَلَيْهِ مِنْ شَهادَةِ اَنْ لا اِلهَ اِلا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَبْدُهُ وَ رسُولُهُ وَ سَيِّدُ النَبِيِّينَ وَ خاتَمُ الْمُرْسلينَ وَ اَنَّ عَلِيّاً اَميرُ الْمُؤْمِنينَ وَ سَيِّدُ الْوَصِيِّينَ وَ اِمامٌ افْتَرَضَ اللهُ طاعَتَهُ عَلَى الْعالَمينَ

وَ اَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ وَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍ وَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ وَ عَلِيَّ بْنَ مُوسى وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍ وَ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَ القائِمِ الْحُجَّةَ الْمَهْدِيَّ صَلَواتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَئِمَّةُ الْمُؤْمِنينَ وَ حُجَجُ اللّٰهِ عَلَى الْخَلْقِ اَجْمَعينَ وَ اَئِمَّتُكَ اَئِمَّةُ هُدىً اَبْرارٌ يا فُلانَ بْنَ فُلانٍ اِذا اَتاكَ الْمَلَكانِ الْمُقَرَّبانِ رَسُولَيْنِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَبارَكَ وَ تعالى وَ سَئَلاكَ عَنْ رَبِّكَ وَ عَنْ نَبِيِّكَ وَ عَنْ دينِكَ وَ عَنْ كِتابِكَ وَ عَنْ قِبْلَتِكَ وَ عَنْ اَئِمَّتِكَ فَلا تَخَفْ وَ قُلْ فى جَوابِهِما اَللّٰهُ جَلَّ جَلالُهُ رَبّى وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ نَبِيِّيَ وَ الْاِسْلامُ دينى وَ الْقُرْآنُ كِتابى وَ الْكَعْبَةُ قِبْلَتى وَ اَميرُ الْمُؤْمِنينَ عَلِيُّ بْنُ اَبيطالِبٍ اِمامى وَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍ الْمُجْتَبى اِمامى وَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍ الشَّهيدُ بِكَرْبَلاءَ اِمامى وَ عَلِيٌ زَيْنُ الْعابِدينَ اِمامى وَ مُحَمَّدٌ باقِرُ عِلْمِ النَّبِيّينَ اِمامى وَ جَعْفَرٌ الصّادِقُ اِمامى وَ مُوسَى الْكاظِمُ اِمامى وَ عَلِيٌ الرِّضا اِمامى وَ مُحَمَّدٌ الْجَوادُ اِمامى وَ عَلِيٌ الْهادى اِمامى وَ الْحَسَنُ الْعَسْكَرِيُّ اِمامى وَ الْحُجَّةُ الْمُنْتَظَرُ اِمامى هؤُلاءِ صَلَواتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعينَ اَئِمَّتى وَ سادَتى وَ قادَتى وَ شُفَعائى بِهِمْ اَتَوَلّى وَ مِنْ اَعْدائِهِمْ اَتَبَرَّءُ فِى الدُّنْيا وَ الْاٰخِرَةِ. ثُمَّ اعْلَمْ يا فُلانَ بْنَ فُلانٍ اَنَّ اللّٰهَ تَبارَكَ وَ تَعالى نِعْمَ الرَّبُّ وَ اَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ نِعْمَ الرَّسُولُ وَ اَنَّ اَميرَ الْمُؤْمِنينَ عَلِيَّ بْنَ اَبى طالِبٍ وَ اَوْلادَهُ الْاَئِمَّةَ الْاَحَدَ عَشَرَ نِعْمَ الْاَئِمَّةُ وَ اَنَّ ما جاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَقٌ وَ اَنَّ الْمَوْتَ حَقٌ وَ سُؤالَ مُنْكَرٍ وَ نَكيرٍ فِى الْقَبْرِ حَقٌ وَ الْبَعْثَ حَقٌ وَ النُّشُورَ حَقٌ وَ الصِّراطَ حَقٌ وَ الْميزانَ حَقٌ وَ تَطائُرَ الْكُتُبِ حَقٌ وَ الْجَنَّةَ حَقٌ وَ النّارَ حَقٌ وَ اَنَّ السّاعَةَ آتِيَةٌ لا رَيْبَ فيها وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُورِ اَفَهِمْتَ يا فُلانَ بْنَ فُلانٍ ثَبَّتَكَ اللّٰهُ بِالْقَوْلِ الثّابِتِ هَداكَ اللّٰهُ اِلى صِراطٍ مُسْتَقيمٍ عَرَّفَ اللّٰهُ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اَوْلِيائِكَ فى مُسْتَقَرٍّ مِنْ رَحْمَتِهِ اَللّٰهُمَّ جافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ وَ اصْعَدْ بِرُوحِهِ اِلَيْكَ وَ لَقِّهِ مِنْكَ بُرْهاناً اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ

تلقین کا ترجمہ

''سن اور سمجھ، سن اور سمجھ اے فلاں ابن فلاں (میت اور اس کے والد کا نام لیا جاتا ہے) کیا تو اس عہد پر قائم ہے جس پر تو ہم سے جدا ہوا تھا، اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہی معبود واحد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول، سب نبیوں کے سردار اور خاتم المرسلین ہیں۔ اور یہ کہ حضرت علی علیہ السلام مومنین کے امیر، اوصیاء کے سردار اور ایسے امام ہیں جن کی اطاعت اللہ تعالیٰ نے عالمین پر فرض کی ہے۔ اور یہ کہ حسن اور حسین، علی ابن الحسین، محمد ابن علی، جعفر ابن محمد، موسیٰ ابن جعفر، علی ابن موسیٰ، محمد ابن علی، علی ابن محمد، حسن ابن علی اور حضرت مہدی سلام اللہ علیہم، مومنین کے امام، سب لوگوں پر اللہ کی حجت، تیرے امام ہیں، ہدایت دینے والے نیکوکار امام۔

اے فلاں ابن فلاں! جب تیرے پاس اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے دو مقرب فرشتے آئیں اور تجھ سے تیرے رب، تیرے نبی، تیرے دین، تیری کتاب، تیرے قبلہ اور تیرے اماموں کے بارے میں سوال کریں تو خوف زدہ نہ ہو اور ان کے جواب میں کہہ:

''اللہ، جل جلالہ میرا رب ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نبی ہیں، اسلام میرا دین ہے، قرآن میری کتاب ہے، کعبہ میرا قبلہ ہے، امیر المومنین علی ابن ابی طالب میرے امام ہیں، حسن ابن علی میرے امام ہیں، شہید کربلا حسین ابن علی میرے امام ہیں، علی زین العابدین میرے امام ہیں، انبیاء کے علوم کی تشریح کرنے والے محمد باقر میرے امام ہیں، جعفر صادق میرے امام ہیں، موسیٰ کاظم میرے امام ہیں، علی رضا میرے امام ہیں، محمد تقی الجواد میرے امام ہیں، علی نقی الھادی میرے امام ہیں، حسن عسکری میرے امام ہیں اور امام منتظر میرے امام ہیں۔ یہ سب، ان پر اللہ کی رحمتیں ہوں، میرے امام، میرے سردار، میرے رہنما اور میرے شفیع ہیں۔ میں ان کا محب اور پیروکار رہوں اور دنیا اور آخرت میں ان کے دشمنوں سے بیزار اور بے تعلق ہوں۔ اور ہاں! اے فلاں ابن فلاں! جان لے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بہترین رب ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین رسول ہیں اور

امیر المومنین حضرت علی اوران کی اولاد میں سے گیارہ امام، بہترین امام ہیں، اور جو کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے ہیں وہ حق ہے، موت حق ہے، قبر میں منکر اور نکیر کا سوال حق ہے، قیامت کے دن مردوں کا زندہ کر کے اٹھایا جانا حق ہے، اللہ کی بارگاہ میں حاضر کیا جانا ہے، صراط حق ہے، اعمال کا تولا جانا حق ہے، اعمال ناموں کا پھیلایا جانا حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے، اور قیامت ضرور آئے گی، اور اللہ مردوں کو زندہ کر کے قبروں سے اٹھائے گا۔

کیا تو نے سمجھ لیا اے فلان ابن فلاں؟ اللہ تعالیٰ تجھے قول حق پر ثابت قدم رکھے، تجھے صراط مستقیم کی ہدایت دے، اور اپنی رحمت کے مقام پر تیرے اور تیرے اولیاء کے درمیان پہچان کروائے''۔

اس تلقین میں بنیادی شیعہ عقائد تفصیل کے ساتھ بیان کر دیئے گئے ہیں۔ تلقین کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شیعہ صرف اللہ جل جلالہ کو رب اور معبود مانتے ہیں، اسے وحدہ لاشریک مانتے ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا بندہ، اللہ کا رسول اور خاتم النبیین مانتے ہیں، قرآن کو اللہ کی کتاب مانتے ہیں، حضرت علی سے لے کر حضرت امام مہدی (سلام اللہ علیہم اجمعین) تک، بارہ اماموں کو امام مانتے ہیں۔ قیامت کے دن پر، حشر و نشر پر، جنت و جہنم پر اور سزا و جزا پر ایمان رکھتے ہیں۔

ہر باضمیر اور انصاف پسند مسلمان سے، جس میں انسانی ضمیر زندہ ہے، جس کے دل میں ایمان کی روشنی موجود ہے، ان سے گزارش ہے کہ تلقین میں بیان کیئے گئے شیعہ عقائد کو چند بار انصاف کی نظر سے پڑھیں اور اپنے ایمان اور ضمیر کی روشنی میں اس بات کا فیصلہ کریں کہ ان میں سے کون سا عقیدہ ایسا ہے جس کی بنیاد پر شیعہ کو کافر قرار دیا جا سکے؟ ☆

غیر شیعہ مسلمانوں کے باشعور عوام سے بھی گزارش ہے کہ اپنے علماء سے پوچھیں کہ جب شیعہ عقائد یہ ہیں تو پھر شیعہ کو کس بنیاد پر کافر کہا جائے۔

اہل سنت کے جن علما میں انسانی ضمیر زندہ ہے، ایمان کی کوئی رمق ان کے اندر موجود ہے ان سے گزارش ہے کہ تلقین میں بیان کیئے گئے شیعہ عقائد کو چند بار پڑھیں اور پھر اپنے ایمان اور ضمیر کی روشنی میں اس بات کا فیصلہ کریں کہ ان میں سے کون سا عقیدہ ایسا ہے جس کی بنیاد پر شیعہ کو کافر قرار دیا جا سکے؟

اہل سنت کے باشعور عوام سے بھی گزارش ہے کہ اپنے علماء سے پوچھیں کہ جب شیعہ عقائد یہ ہیں تو پھر شیعہ کو کس بنیاد پر کافر کہا جاتا ہے؟ ☆

شیعہ کو کافر کہنے کی تین بے بنیاد وجوہات:

شیعہ کافر کا زور شور سے نعرہ لگانے والوں سے جب شیعہ کے کافر ہونے کی دلیل مانگی جاتی ہے تو ان کے پاس عام طور پر تین باتیں ہوتی ہیں:

(1) شیعہ خلفائے راشدین کو نہیں مانتے۔

(2) شیعہ صحابہ کی توہین کرتے ہیں اور انہیں گالیاں دیتے ہیں۔

(3) شیعہ قرآن میں تحریف کے قائل ہیں۔

☆ شیعہ کے جو عقائد آپ نے اس مختصر تحریر میں ملاحظہ فرمائے اس کے علاوہ آپ شیعہ نماز کا بھی مطالعہ کر کے دیکھ لیں، شیعہ کے مناسک حج کو دیکھ لیں تو ان کے مسلمان ہونے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں رہ جاتا۔ اس کے علاوہ ایک بہت اہم بات یہ ہے کہ غیر مسلموں کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے جب کہ ہر سال دنیا بھر سے لاکھوں شیعہ حج اور عمرہ کے لیئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جاتے ہیں اور اعلانیہ جاتے ہیں۔

ان کے سوا باقی باتیں کہ شیعہ ماتم کیوں کرتے ہیں؟ ہاتھ کھول کر نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ روزہ دس منٹ پہلے کیوں بند کرتے ہیں اور دس منٹ بعد کیوں کھولتے ہیں؟ یہ سب انتہائی فرعی اور ضمنی باتیں ہیں۔

اب ہم اختصار کے ساتھ ان تین نکات پر روشنی ڈالتے ہیں لیکن پہلے ایک بار پھر قارئین کی توجہ اس آیت کی طرف مبذول کرتے ہیں:

وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ ہُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی

اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ایسا مجرم نہ بنادے کہ تم عدل نہ کرو، عدل کرو، یہ سب سے بڑھ کر تقویٰ کے قریب ہے۔ (مائدہ:8)

اب ان تین نکات کا تجزیہ کرتے ہیں:

(1) شیعہ خلفائے راشدین کو نہیں مانتے:

سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ کیا خلافت راشدہ اور خلفائے راشدین کو ماننا ارکان اسلام میں سے ہے کہ ان کو نہ ماننے سے انسان کافر ہو جائے؟

یہ سوال بہت ہی اہم ہے اور علمائے اہل سنت کو اس کا عادلانہ اور منصفانہ جواب ضرور دینا چاہیے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس سوال کا جواب واضح اور دوٹوک ہونا چاہیے۔ اس میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہونا چاہیے۔ اگر اس سوال کا جواب ''ہاں'' ہے تو دوٹوک لہجے میں ''ہاں'' کہا جائے اور اگر اس کا جواب ''نہیں'' ہے تو واضح اور دوٹوک الفاظ میں ''نہیں'' کہا جائے۔ اگر اس کا جواب ''ہاں'' ہے تو پھر کسی بھی خلیفہ راشد کے ہر منکر کو کافر قرار دیا جائے۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حضرت ابوبکر کی خلافت تسلیم نہیں کی اور ان سے ناراض فوت ہوئی تھیں۔ معاویہ ابن ابی سفیان اور ام المومنین حضرت عائشہ نے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان کے خلاف جنگ بھی کی۔ اگر خلافت راشدہ کو تسلیم نہ کرنے والا کافر ہے تو پھر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بارے میں کیا فتویٰ صادر کیا جائے گا جنہوں نے حضرت ابوبکر کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا تھا، معاویہ ابن ابی سفیان اور حضرت عائشہ کے بارے میں کیا حکم لگایا جائے گا جنہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا تھا بلکہ ان کے خلاف جنگ بھی کی تھی۔ صحابی رسول حضرت سعد بن عبادہ، حضرت مالک بن نویرہ اور بعض دیگر اصحاب رسول نے بھی حضرت ابوبکر کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا تھا۔

یہاں اس نکتے کا ذکر بھی ضروری ہے کہ اس مسئلے پر دوہرے معیار کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ دوہرے معیار کا ہی دوسرا نام منافقت ہے۔ اسلام میں دوہرے معیار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوری کے ایک مقدمے میں فرمایا تھا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ (سلام اللہ علیہا) چوری کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹنے کا حکم دیتا۔ یہ بات خلاف انصاف، خلاف سیرت رسول اور خلافِ قرآن ہوگی کہ خلافت راشدہ کو نہ ماننے کی وجہ سے شیعہ کو تو کفر کے فتوے کا نشانہ بنایا جائے لیکن مندرجہ بالا شخصیات اور ایسی ہی دیگر شخصیات کو نظر انداز کر دیا جائے اور ان کے بارے میں بات تک نہ کی جائے۔

(2) شیعہ صحابہ کی توہین کرتے ہیں اور انہیں گالیاں دیتے ہیں:

اس سلسلے میں سب سے پہلی اور بنیادی بات یہ ہے کہ شیعہ اصحاب رسول کا احترام کرتے ہیں۔ اصحاب رسول میں بہت عظیم الشان شخصیات موجود ہیں جن کی نظیر ڈھونڈنا مشکل ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے صحابی تھے جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان میرے اہل بیت میں سے ہیں۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ایسے جلیل القدر صحابی تھے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے ابوذر سے زیادہ سچا کوئی نہیں۔

حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ وہ صحابی رسول تھے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: عمار! تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔تم اسے جنت کی طرف بلاتے ہوگے اور وہ تمہیں جہنم کی طرف بلاتے ہوں گے۔ جنگ صفین میں حضرت عمار بن یاسر حضرت علی علیہ السلام کے لشکر میں تھے اور امیر شام کے لشکر کے خلاف جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔

حضرت حجر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کے وفادار ساتھیوں میں سے تھے۔حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ اسی وفاداری کے جرم میں امیر شام کی حکومت میں انہیں گرفتار کیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ حضرت علی علیہ السلام سے تبرا کریں اور انہیں گالیاں دیں۔ جب انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو انہیں ان کے چند ساتھیوں سمیت انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔ 27 اپریل 2013 کو وہابی دہشت گردوں نے شام میں واقع ان کے مزار کی بے حرمتی کی اور ان کی قبر کھود کر ان کی لاش کو نکال کر لے گئے۔

حضرت مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معتمد صحابی تھے جنہیں حضور نے ان کے قبیلے کی زکات کا عامل مقرر کیا تھا۔کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا کہ ان کی شہادت کب اور کیسے ہوئی اور ان کی شہادت کے بعد ان کے خاندان پر کیا گزری؟

حبیب ابن مظاہر اسدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ صحابی تھے جو کربلا میں امام حسین علیہ السلام کی نصرت کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ وہ شہدائے کربلا میں معمر ترین فرد تھے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ شیعہ اصحاب رسول کو گالیاں دیتے ہیں اور ان کی توہین کرتے ہیں درست نہیں۔ ہاں، یہ بات اپنی جگہ پر ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بعض صحابہ نے اہل بیت رسول کے ساتھ نامناسب رویہ رکھا، شیعہ ایسے صحابہ سے اظہار بے تعلقی (تبرا) ضرور کرتے ہیں اور یہ ایک فطری سی بات ہے۔اگر آپ کو کسی سے سچی محبت ہو تو اس کے دشمن سے آپ کبھی محبت نہیں کر سکتے۔اگر آپ کو اسلام سے محبت ہے تو کیا آپ اسلام کے دشمن سے محبت کریں گے یا نفرت؟ اگر آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے تو آپ ان کے دشمن سے محبت کریں گے یا نفرت؟۔اگر آپ کو پاکستان سے محبت ہے تو آپ پاکستان کے دشمن سے محبت کریں گے یا نفرت؟۔اسی طرح اگر آپ کو آل رسول سے محبت ہوگی تو آل رسول کے خلاف ظالمانہ رویہ رکھنے والوں سے محبت کریں گے یا نفرت؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بننے والی توہین آمیز فلموں اور خاکوں پر دنیا بھر کے مسلمانوں خاص طور پر پاکستانی مسلمانوں نے جس ردعمل کا مظاہرہ کیا وہ سب کے سامنے ہے۔اپنی محبوب شخصیات کے خلاف ظلم کرنے والوں سے کون محبت کر سکتا ہے؟

شیعہ اصحاب رسول کا احترام کرتے ہیں مگر اہل بیت رسول کے ساتھ بے وفائی اور ان پر ظلم کرنے والوں کو قابل احترام نہیں سمجھتے۔شیعہ کے نزدیک کسی سے محبت اور نفرت کا معیار ہی آل رسول کی وفاداری ہے۔انسان تو انسان ہے اور صحابی رسول تو بہت بڑی چیز ہے اگر کسی جانور نے بھی آل رسول کے ساتھ وفاداری کی تو شیعہ اس کا بھی احترام کرتے ہیں جس کی مثال شبیہ ذوالجناح ہے۔☆

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جو لوگ صحابیت اور ناموس صحابہ کو شیعہ کے خلاف ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں وہ کبھی ان اصحاب

☆ حضرت امام حسین علیہ السلام کا گھوڑا جسے ذوالجناح کہا جاتا تھا عمدہ نسل کا بہت اچھا گھوڑا تھا۔امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد یزیدی لشکر کے کمانڈر عمر بن سعد نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس گھوڑے کو پکڑ لیں۔ جب گھوڑے کو پکڑنے کی کوشش کی گئی تو گھوڑے نے لشکر پر حملہ کر دیا اور اپنی ٹاپوں سے یزیدی لشکر کے چالیس سپاہیوں کو ہلاک اور دس گھوڑوں کو زخمی کر دیا۔ پھر خود دریا میں چھلانگ لگا دی۔اس کے بعد کسی کو اس کا پتا نہیں چلا۔ آل رسول کے ساتھ وفاداری کی وجہ سے یہ گھوڑا بھی محترم ہو گیا۔

رسول کا ذکر نہیں کرتے جو آل رسول کے وفادار تھے اور آل رسول سے وفاداری کی پاداش میں بدترین ظلم وستم کا نشانہ بنے۔ان میں سے ایک مثال حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کی ہے جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

اس سلسلے میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ آیا صحابہ کی توہین کرنے اور انہیں گالیاں دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے؟ اگر اس سوال کا جواب ''ہاں'' میں ہے تو پھر کسی استثناء کے بغیر ہر اس شخص پر کفر کا فتویٰ لگانا ہوگا جس نے کسی بھی صحابی کو گالی دی ہو۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ امیر شام کے حکم سے نماز جمعہ کے خطبوں میں حضرت علی علیہ السلام کو گالیاں دینے کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا۔عالم اسلام کی تقریباً ستر ہزار مساجد میں ہر جمعہ کو نماز جمعہ کے خطبوں میں حضرت علی علیہ السلام کو گالیاں دی جاتی تھیں۔65 سال بعد اموی خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے اس شیطانی عمل کو بند کیا۔صحابہ کی توہین کرنے والا کافر ہے تو حضرت علی علیہ السلام کی توہین کرنے والوں اور ان کو گالیاں دینے والوں پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں لگایا جاتا؟

کتنی عجیب بات ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو گالیاں دینے والوں، ان سے دشمنی اور ان سے جنگیں کرنے والوں کو تو رضی اللہ کہا جائے اور ان گالیاں دینے والوں اور دشمنی اور جنگ کرنے والوں کو کوئی کچھ کہہ دے تو وہ کافر!!!

کیا یہی وہ عدل ہے جس کا قرآن میں بار بار حکم دیا گیا ہے؟

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی صحابی کے بارے میں نہیں فرمایا کہ جس نے فلاں صحابی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔لیکن حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

من سب علیا فقد سبنی (جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی) مستدرک حاکم جلد 3 صفحہ 121

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی مثالیں تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے جو اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ صحابہ ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے تھے،ایک دوسرے کی توہین بھی کرتے تھے اور ایک دوسرے کو گالیاں بھی دیتے تھے اور بعض اوقات تو یہ سب کچھ مسجد میں کھڑے ہو کر کر رہے ہوتے تھے۔واقعہ حکمیت کے بعد حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عمر بن عاص کا مکالمہ اس بات کی روشن دلیل ہے۔یہ مکالمہ علامہ جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفاء میں دیکھا جا سکتا ہے۔

یہاں ہم پھر وہی بات دہرائیں گے کہ اسلام میں دوہرے معیار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔دوہرا معیار اسلام نہیں منافقت ہے۔لہٰذا اگر صحابہ کو گالی دینا اور ان کی توہین کرنا کفر ہے تو کسی استثناء کے بغیر کفر کا فتویٰ ہر اس شخص پر لگانا ہوگا جس نے کسی بھی صحابی کو گالی دی ہو یا اس کی توہین کی ہو۔

البتہ یہاں اس بات کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ گالی دینا اسلام میں سرے سے جائز ہی نہیں ہے۔مسلمان تو درکنار کسی کافر کو بھی گالی دینا جائز نہیں ہے۔اس لیئے کہ گالی دینا ایک غیر اخلاقی فعل ہے اور اسلام اعلیٰ ترین اخلاقی معیاروں کے مجموعے کا نام ہے۔

اس کے علاوہ اسلام میں مسلمان تو درکنار کسی کافر کی دل آزاری کی بھی اجازت نہیں ہے۔لہٰذا کسی بھی ایسے شخص کو گالی دینا یا اس کی توہین کرنا حرام جس سے کسی کے جذبات مجروح ہوتے ہوں یا معاشرے میں فساد پیدا ہو سکتا ہو۔

لہٰذا اس بات میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ صحابہ کو گالی دینا اور ان کی توہین کرنا گناہ اور حرام ہے۔

(3) شیعہ قرآن میں تحریف کے قائل ھیں:

اگر تلقین کو ایک بار پھر دیکھیں تو اس میں یہ جملہ ملتا ہے کہ اَلْقُرْآنُ کِتَابِیْ (قرآن میری کتاب ہے)۔لہٰذا یہ محض ایک جھوٹا الزام ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔انفرادی طور پر بعض علماء کی اگر ایسی رائے ہو تو اس رائے کو مذہب شیعہ کے فقہاء کی بھاری اکثریت نے ہر دور میں غلط کہا

ہے۔ شیعہ کے گھروں اور مساجد میں یہی قرآن ہے جو اہل سنت کے گھروں اور مساجد میں ہے، شیعہ علماء نے اسی قرآن کے تراجم کیئے ہیں اور اسی کی تفاسیر لکھی ہیں۔شیعہ حفاظِ قرآن بھی اسی قرآن کے حافظ ہیں اور شیعہ اسی قرآن کو اَلْقُرْآنُ کِتَابِیْ کہتے ہیں۔

اس سلسلے میں شیعہ کتب حدیث میں سے ایسی روایات پیش کی جاتی ہیں جن سے یہ گمان ہوتا ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔لیکن ایسی احادیث اہل سنت کی کتب حدیث میں بھی پائی جاتی ہیں۔اگر شیعہ کتب میں تحریف کے بارے میں روایات موجود ہونے کی وجہ سے شیعہ کو تحریف قرآن کا قائل کہنا صحیح ہو تو ایسی روایات کتب اہل سنت میں ہونے کی وجہ سے انہیں تحریف قرآن کا قائل کیوں نہ سمجھا جائے؟ ہم یہاں اہل سنت کی کتب سے چند نمونے پیش کرتے ہیں لیکن اس سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تحریف کی اقسام کا مختصر تعارف کروا دیا جائے:

تحریف بالزیادہ:

تحریف بالزیادہ کے معنی یہ ہیں کہ کوئی چیز قرآن کا حصہ نہیں تھی لیکن اسے قرآن میں داخل کر دیا گیا۔

تحریف بالنقیصہ:

تحریف بالنقیصہ کے معنی یہ ہیں کہ کوئی چیز قرآن کا حصہ تھی لیکن اسے قرآن سے نکال دیا گیا۔اس طرح قرآن میں کمی کر دی گئی۔

تحریف بالمعنی:

تحریف بالمعنی سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ میں کوئی کمی بیشی نہیں کی گئی لیکن اس کے معنی اپنے اصل مقام سے ادھر ادھر کر دیئے گئے یا اپنے من پسند معنی مراد لیئے گئے۔

جب قرآن مجید میں تحریف کی بات ہوتی ہے تو اس سے مراد تحریف کی پہلی دو قسمیں ہوتی ہیں۔اہل سنت کی کتب میں موجود احادیث کی روشنی میں تحریف کی یہ دونوں اقسام قرآن مجید میں واقع ہوئی ہیں۔ایسی احادیث کی تعداد کافی زیادہ ہے۔نمونہ کے طور پر ان میں سے چند احادیث یہ ہیں:

اہل سنت کی کتب کے مطابق یہ دو سورتیں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نازل کی تھیں مگر اب یہ قرآن میں نہیں ہیں۔حضرت ابی ابن کعب نے قرآن مجید کا جو نسخہ تحریر کیا تھا اس میں یہ سورتیں موجود تھیں۔

سورہ حفد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم ایاک نعبد ★ ولک نصلی و نسجد ★ و الیک نسعی و نحفد ★

نرجو رحمتک ★ و نخشیٰ عذابک ان عذابک بالکافرین ملحق ★

سورہ خلع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم انا نستعینک و نستغفرک ★ و نثنی علیک و لا نکفرک ★

و نخلع و نترک من یفجرک ★ (الدر المنثور جلد 6 صفحہ 620)

اس روایت کے مطابق قرآن مجید میں تحریف بالنقیصہ لازم آتی ہے۔یعنی یہ سورتیں قرآن کا حصہ تھیں لیکن اب یہ قرآن میں نہیں ہیں۔یعنی ان کو نکال کر قرآن میں کمی کر دی گئی ہے اور اس میں نقص واقع ہو گیا ہے۔اس کے برعکس اگر موجودہ قرآن مکمل ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ حضرت ابی ابن کعب نے اپنے نسخے میں اضافہ کر کے تحریف کر دی تھی۔اگر تحریف کا قائل ہونے سے کوئی کافر ہوتا ہو تو جناب ابی ابن کعب پر کیا فتویٰ لگے گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ ابن مسعود سورۂ فلق اور سورۂ ناس کو قرآن کا حصہ نہیں سمجھتے تھے اور قرآن مجید کا جو نسخہ انہوں نے تیار کیا تھا اس میں انہوں نے ان سورتوں کو نہیں لکھا تھا اور جہاں کہیں کسی مصحف میں لکھا ہوا دیکھتے تھے یہ کہہ کر مٹا دیتے تھے کہ جو چیز قرآن کا حصہ نہیں ہے اسے قرآن میں نہ ملاؤ۔ (الدر المنثور جلد 6 صفحہ 618)

اس روایت کے مطابق قرآن مجید میں تحریف بالزیادہ واقع ہوئی ہے۔ یعنی ایسی چیز جو قرآن کا حصہ نہیں تھی قرآن میں اس کا اضافہ کر دیا گیا۔ اگر حضرت عبداللہ ابن مسعود کی بات صحیح مان لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں تحریف ہوگئی اور اس میں ان دو سورتوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس اگر موجودہ قرآن پورا ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ ابن مسعود نے اپنے نسخے میں تحریف کی تھی کہ دونوں سورتوں کو اس میں درج نہیں کیا تھا۔ تحریف کی بنیاد پر جو فتویٰ شیعہ پر لگایا جاتا ہے وہ حضرت عبداللہ ابن مسعود پر بھی لگنا چاہیے۔

حضرت عمر اور تحریف قرآن:

تحریف قرآن کے سلسلے میں ایک دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ حضرت عمر بھی تحریف قرآن کے قائلین کی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ ان کا یہ بیان ملاحظہ فرمایئے:

و الذی نفسی بیدہ لو لا ان یقول الناس زاد عمر ابن الخطاب فی کتاب اللّٰہ تعالیٰ لکتبتھا:

(الشیخ و الشیخہ اذا زنیا فارجموھما البتۃ) فانا قد قرائناھا

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر بن خطاب نے اللہ کی کتاب میں اضافہ کر دیا ہے تو میں اس آیت کو قرآن میں لکھ دیتا: (بوڑھے زانی اور بوڑھی زانیہ کو ضرور سنگسار کر دو)۔ اس لیئے کہ ہم اس آیت کو پڑھ چکے ہیں۔

(موطا امام مالک، کتاب الحدود، باب 1 حدیث 10)

حضرت عمر واضح طور پر کہہ رہے ہیں کہ یہ آیت قرآن مجید میں تھی، ہم نے اسے قرآن میں پڑھا ہے مگر اب یہ قرآن میں نہیں ہے۔ میں اسے قرآن میں اس کی جگہ پر رکھ دینا چاہتا ہوں لیکن اس خوف سے ایسا نہیں کر رہا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ عمر ابن خطاب نے قرآن میں اضافہ کر دیا ہے۔ حضرت عمر کی اس بات سے واضح طور پر نظر آرہا ہے کہ وہ تحریف قرآن کے قائل تھے۔ اس لیئے کہ اگر ایک آیت بھی کم کر دی گئی ہو تو تحریف تو واقع ہوگئی۔ اس روایت سے بھی تحریف بالنقیصہ ثابت ہوتی ہے۔

شیعہ پر تحریف قرآن کا الزام لگاتے وقت ایک شیعہ عالم شیخ حسین نوری طبرسی کی کتاب: **فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب** کا بہت زور و شور سے ذکر کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے تحریف قرآن کے بارے میں روایات کو جمع کیا ہے۔ اس کتاب کو بنیاد بنا کر کہا جاتا ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ لیکن یہ شور و غوغا کرنے والے اس بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ شیخ حسین نوری طبرسی نے اس کتاب میں شیعہ سنی دونوں کی کتب حدیث میں سے وہ احادیث نقل کی ہیں جو تحریف قرآن کے بارے میں ہیں۔ اس طرح تحریف قرآن کا الزام جس طرح شیعہ پر آتا ہے اسی طرح اہل سنت پر بھی آنا چاہیے۔

ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ شیخ حسین نوری طبرسی کی کتاب: "**فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب**" کا اتنے زور و شور سے ذکر کرنے والے لوگ معروف شیعہ عالم آیت اللہ حسن زادہ آملی کی کتاب "**فصل الخطاب فی عدم تحریف کتاب رب الارباب**" کا ذکر نہیں کرتے جس میں انہوں نے ٹھوس دلائل کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید میں کوئی تحریف نہیں ہوئی۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ شیخ حسین

نوری طبرسی کی کتاب فصل الخطاب کی تردید سب سے پہلے خود شیعہ علماء نے کی تھی۔

لہٰذا پہلی بات تو یہ ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں۔ بالفرض اگر وہ قائل ہوں بھی، اور قائل ہونے کے نتیجہ میں کافر بھی ہوں تو پھر ہر اس شخص پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے جو تحریف قرآن کا قائل ہو خواہ وہ کوئی صحابی ہو یا خلیفہ۔ اس لیئے کہ اسلام میں دوہرے معیار کی کوئی گنجائش نہیں ہیں۔ دوہرا معیار منافقت ہے اسلام نہیں ہے۔

نتیجہ:

اس مختصر تجزیاتی مطالعہ سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ شیعہ اور سنی دونوں کے بنیادی عقائد ایک ہیں۔ مسلمان ہونے کے لیئے جن باتوں پر ایمان ہونا ضروری دونوں ان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور جن باتوں کی وجہ سے بعض لوگ شیعہ کو کافر کہتے ہیں وہ موجب کفر نہیں ہیں۔ پس اگر کافر ہیں تو شیعہ اور سنی دونوں کافر ہیں اور اگر مسلمان ہیں تو دونوں مسلمان ہیں۔ ہمارے نزدیک اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ شیعہ اور سنی دونوں مسلمان ہیں۔ اگر ان میں فرق ہے تو یہ کہ شیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسلام کی تعلیمات اہل بیت رسول سے لیتے ہیں جبکہ اہل سنت صحابہ یا آئمہ اربعہ سے لیتے ہیں۔ آپ نے تلقین میں ملاحظہ فرمایا کہ شیعہ کے بارہ امام ہیں اور سب ہی اہل بیت رسول میں سے ہیں۔ ان کے آئمہ میں ایک بھی اہل بیت رسول سے باہر کا نہیں ہے۔ اس کے برعکس اہل سنت کے آئمہ میں سے ایک بھی اہل بیت رسول میں سے نہیں ہے۔ ٹھنڈے دل و دماغ سے اور انصاف سے سوچنے کی بات ہے کہ جن کے بارہ کے بارہ امام اہل بیت رسول میں سے ہیں وہ کافر کیسے ہو سکتے ہیں؟ کیا ان کے کافر ہونے کا پروپیگنڈا اہل بیت رسول کے دشمنوں کی کاروائی نہیں لگتا؟

فرقہ واریت کے نقصانات:

فرقہ واریت سے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ ہوگئی ہے جس کا فائدہ اسلام کے دشمنوں کو ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ اس کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں:

1۔ مسجدیں مسجد ضرار بن گئی ہیں:

ایک مثال پر غور فرمائیں: (اس مثال میں ہو سکتا ہے کچھ مبالغہ ہو لیکن کسی حد تک اس سے ملتی جلتی مثالیں ہمارے معاشرے میں کافی تعداد میں موجود ہیں۔)

کسی محلے کی ایک گلی میں ایک شیعہ گھرانہ، دیوبندی گھرانہ، بریلوی گھرانہ اور اہل حدیث گھرانہ ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک ہی دن میں ان میں سے ہر گھرانے کو ایک ایک بیٹا عطا فرما دیتا ہے۔ یہ چاروں بچے جب سکول جانے کی عمر کو پہنچتے ہیں تو ان کے والدین انہیں ایک ہی سکول میں داخل کروا دیتے ہیں۔ یہ بچے دس سال تک اسی سکول میں ایک کلاس میں ساتھ ساتھ بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں اور بہت اچھے دوست بن جاتے ہیں۔ پھر کالج میں بھی ایک ساتھ ایک ہی مضمون میں داخلہ لے لیتے ہیں۔ تعلیم مکمل کر لینے کے بعد سب ایک ہی پیشے سے وابستہ ہو کر ایک ہی ادارے میں ملازمت شروع کر دیتے ہیں۔ یہ شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث دوست ایک محلے میں رہتے ہیں، ایک سکول میں ایک ہی کلاس میں پڑھے، ایک ہی کالج میں ایک ہی مضمون پڑھتے رہے، ایک ہی ادارے میں ملازمت کر رہے ہیں، تفریح کے لیئے پارک یا کسی ہوٹل میں کھانا کھانے بھی اکٹھے چلے جاتے ہیں، سینما یا تھیٹر میں بھی اکٹھے چلے جاتے ہیں لیکن جب نماز پڑھنے کا وقت آتا ہے تو سب ایک مسجد میں نہیں جاتے بلکہ ہر ایک اپنے اپنے فرقے کی مسجد میں جاتا ہے۔ ذرا سوچیں کہ یہ چار مسلمان دوست جو ہر جگہ ایک ساتھ ہوتے ہیں، متحد ہوتے ہیں ان کے اس ساتھ اور

اتحاد کو کیا چیز توڑتی ہے؟ یہ ایک سینما میں اکٹھے فلم دیکھ سکتے ہیں لیکن ایک مسجد میں ایک رب کے سامنے ایک ساتھ سجدہ نہیں کر سکتے۔

سورہ توبہ کی آیت 107 میں ایک مسجد کا ذکر ہے۔ یہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں مدینہ منورہ میں منافقین نے بنائی تھی جس کا مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے انہیں ضرر پہنچانا تھا۔ اسی لیئے اس مسجد کو تاریخ اسلام میں مسجد ضرار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ کر کے انہیں ضرر پہنچانے والی اس مسجد کو مسمار کروا دیا۔ مذکورہ بالا مثال میں شیعہ، دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث دوست جو ہر جگہ اکٹھے اور متحد ہوتے ہیں ان کا اتحاد کب ختم ہوتا ہے؟ جب وہ مسجد میں جاتے ہیں!!

ذرا سوچیں! کیا فرقہ واریت نے آج مسلمان معاشرے کی ہر مسجد کو مسجد ضرار نہیں بنا دیا؟

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد (علامہ اقبال)

علامہ اقبال کے اس شعر کی رو سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ فرقہ واریت نے اسلام کو بھی الحاد بنا دیا ہے۔

2۔فرقہ واریت کی وجہ سے نفاذ اسلام ناممکن ہو گیا ہے:

اس لیئے کہ ہر فرقہ اپنی بالا دستی قائم کرنے میں سرگرم عمل ہو گیا ہے۔ شاید یہ کہنا کسی حد تک صحیح ہو کہ کسی بھی فرقہ کی فقہ، غیر اسلام قانون سے درجہ ہا بہتر ہے۔ اس کے باوجود ہر فرقہ غیر اسلامی نظام کو قبول کرنے یا اس سے سمجھوتہ کرنے کو تیار ہے مگر دوسرے فرقے کا نظام قبول کرنے کو تیار نہیں ہے۔ اس لیئے کہ وہ سوچتا ہے کہ غیر اسلامی نظام والے اس کو نقصان تو نہیں پہنچائیں گے لیکن اگر دوسرے فرقے کی حکومت قائم ہو گئی تو اس کے لیئے بہت سی مشکلات پیدا ہو جائیں گی اور ان کے وجود کو بھی خطرات لاحق ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کے اکثریتی فرقوں سے تعلق رکھنے والے مذہبی اور سیاسی رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ ایسی پالیسی اور ایسا اخلاقی رویہ اختیار کریں کہ دوسرے فرقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان ان کی حکومت قائم ہو جانے سے خوف زدہ نہ ہوں۔

فروری 1979 میں آیت اللہ خمینی کی قیادت میں ایران میں انقلاب آیا۔ اہل تشیع اور اہل سنت دونوں میں سے بہت سے افراد نے عقل و شعور کی روشنی میں ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچ سمجھ کر اس کی حمایت یا مخالفت کی۔ دوسری طرف سے بہت سے شیعہ اور سنی افراد نے اسے ایک شیعہ انقلاب سمجھ کر صرف جذباتیت کی بنیاد پر اس کی حمایت یا مخالفت کی۔ اگر دنیا بھر کے مسلمان اس انقلاب کو شیعہ انقلاب سمجھنے کی بجائے اسے ایک اسلامی انقلاب سمجھتے اور ایرانی قیادت بھی بے جا انتہا پسندی کا مظاہرہ کرنے کی بجائے معتدل رویہ اختیار کرتے ہوئے بعض سنگین غلطیوں سے اپنا دامن بچا لیتی تو اس سے عالمی اور علاقائی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کو بہت فائدہ ہوتا۔

اسی طرح 1996 میں افغانستان میں طالبان کی حکومت قائم ہوئی تو اس کی حمایت و مخالفت میں بھی تھوڑے بہت فرق کے ساتھ وہی انداز اپنایا گیا جو انقلاب ایران کے بارے میں اپنایا گیا تھا۔ اگر طالبان حکومت معتدل رویہ اختیار کرتے ہوئے بعض سنگین غلطیوں سے اجتناب کرتی اور دنیا بھر کے مسلمان اسے ایک سخت گیر سنی یا وہابی حکومت کی بجائے اسے ایک اسلامی حکومت سمجھ کر اس کی حمایت کرتے تو اس سے بھی عالمی اور علاقائی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کو بہت فائدہ ہوتا۔ اسی طرح ایران کی شیعہ اسلامی حکومت اور افغانستان کی سنی اسلامی حکومت ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم کر کے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کی راہ پر چلتے تو اس سے بھی یقیناً عالمی اور علاقائی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کو بہت فائدہ ہوتا۔ لیکن دشمنوں کی سازشوں، اپنوں کی حماقتوں اور فرقہ وارانہ نفسیات کی وجہ سے یہ دو بہت اچھے مواقع ضائع کر دیئے گئے۔

☆☆☆

پس چہ باید کرد؟ کریں کیا؟

عقل مند افراد اور قومیں ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھتے ہیں، غلطیوں کو دہراتے نہیں۔ جو قومیں غلطیوں سے سبق نہیں سیکھتی ہیں وہ انحطاط اور زوال کی پستیوں میں گرتی چلی جاتی ہیں۔ شیعہ اور سنی دونوں کو اپنی غلطیوں سے سبق سیکھنے کی اشد ضرورت ہے۔

یہاں ایک اور اہم بات کی یاد دہانی بھی بہت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ ماضی میں ایسے بہت سے مواقع آئے جب شیعہ بہت کمزور اور ان کے دشمن بہت طاقتور تھے۔ اس کے باوجود شیعہ قوم اور شیعہ مذہب کا خاتمہ نہیں ہوسکا۔ آج شیعہ ماضی کے تمام ادوار کی نسبت بہت زیادہ طاقتور اور مستحکم ہیں اور ان کے دشمن بھی اتنے طاقتور نہیں جتنے وہ ماضی میں تھے۔ لہٰذا شیعہ قوم یا شیعہ مذہب کا خاتمہ کسی صورت میں ممکن نہیں ہے۔ یہ ممکن ہے کہ دہشت گردی کی کاروائیوں میں چند سو، چند ہزار یا حتی کہ چند لاکھ شیعہ شہید کردیئے جائیں لیکن شیعہ قوم اور شیعہ مذہب کا خاتمہ کرنا دنیا کی کسی طاقت کے بس میں نہیں ہے۔ لہٰذا کسی گروہ کو اپنا وقت، وسائل اور توانائی اس کام پر ضائع نہیں کرنی چاہیے۔ اس وقت، توانائی اور ان وسائل کو شیعہ سنی اتحاد اور امت مسلمہ کی تعمیر و ترقی کے لیئے صرف کیا جائے تو کم وقت میں بہت اچھے نتائج حاصل کیئے جاسکتے ہیں۔

فرقہ وارانہ دہشت گردی کے حوالے سے یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ دہشت گردی جو بھی کرے جس کے خلاف بھی کرے غیر مسلم دنیا میں اس کا پیغام یہ جاتا ہے کہ اسلام کے ماننے والے اس قدر بے رحم ہیں کہ ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ اس طرح دہشت گردی سے اسلام کے مقدس نام پر دھبہ لگتا ہے، اسلام دشمن طاقتوں کو اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کا موقع ملتا ہے اور لوگوں کے ذہن اسلام سے متنفر ہوتے ہیں دہشت گردی کا فائدہ اسلام دشمن طاقتوں کو ہوتا ہے اور اس کا نقصان اسلام اور مسلمانوں کو ہوتا ہے۔ جو وقت، توانائی اور وسائل اس تخریبی کام پر صرف ہو رہے ہیں انہیں اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لیئے استعمال ہونا چاہیے۔

اگر مسلمان دنیا میں ایک معزز قوم کا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے انہیں فرقہ واریت کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ فرقے تو بدقسمتی سے بن چکے ہیں اور ان کو ختم نہیں کیا جاسکتا لیکن فرقوں کے درمیان پائے جانے والے تعصب اور عناد کو ختم کیا جاسکتا ہے اور اس کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ ایک دوسرے کو کافر کہنے اور ایک دوسرے کے خلاف کشت و خون کا سلسلہ ختم کرنا ہوگا۔ اس کے بعد علم، تہذیب، صنعت، سائنس، ٹیکنالوجی، سیاست، اقتصادیات اور انسانی حقوق کے میدانوں میں دنیا کے برابر آنا ہوگا۔ فقہ جعفری، فقہ حنفی، فقہ شافعی، فقہ حنبلی اور فقہ مالکی اپنی جگہ، لیکن اخلاق محمدی کو سب سے برتر مقام دینا ہوگا۔ بدقسمتی سے ہم نے فقہ کو دین سمجھ لیا ہے اور فقہی اختلاف کو دین کا اختلاف سمجھ بیٹھے ہیں اور اخلاق محمدی کو پس پشت ڈال چکے ہیں۔ اگر سب مسلمان آپس میں اور ساری دنیا کے ساتھ اخلاق محمدی کا رویہ اپنا لیں تو مختصر مدت میں دنیا کی ایک معزز اور باوقار قوم بن سکتے ہیں۔

پاکستانی مسلمانوں کی ذمہ داری اور بھی سنگین ہے۔ اس لیئے کہ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نام پر وجود میں آیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بنیاد پر قائم ہونے والے ملک میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے کب تک ایک دوسرے کو کافر کہتے رہیں گے؟ ابھی اور کب تک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والوں کے ہاتھوں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والوں کا خون بہتا رہے گا؟ آخر کب تک؟

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین ایک متفقہ جمہوری آئین ہے جس پر پاکستان کی سب سیاسی جماعتوں نے دستخط کیئے ہیں۔ اس آئین کی دفعہ 260-3-a میں مسلمان کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے:

مسلم سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو وحدت و توحید قادر مطلق اللہ تبارک وتعالیٰ، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر یا مذہبی مصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر ایمان نہ رکھتا ہو نہ اسے مانتا ہو جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد

اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا دعویٰ کرے۔

اس تعریف کی رو سے شیعہ اثنا عشری کو غیر مسلم قرار دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اس لیئے کہ جیسا کہ آپ نے اذان اور تلقین میں ملاحظہ فرمایا، شیعہ اللہ تعالیٰ کی توحید، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور آپ کے خاتم النبیین ہونے پر مکمل اور غیر مشروط ایمان رکھتے ہیں۔

حکومت کو چاہیے کہ کافر کافر کا یہ کھیل بند کرنے کے لیئے آئین پاکستان میں بیان کی گئی مسلمان کی اس تعریف کو تمام سرکاری و غیر سرکاری سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، پاکستان کے سب مدارس و مساجد میں نمایاں مقامات پر جلی الفاظ میں تحریر کروائے۔ نیز اسے سکول، کالج اور یونیورسٹی کی سب درسی کتب کے اندرونی ٹائٹل پر شائع کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ واضح طور پر یہ بھی تحریر کیا جائے کہ اس تعریف کی رو سے فلاں فلاں فرقے اسلامی فرقے ہیں اور ان فرقوں سے تعلق رکھنے والے افراد مسلمان ہیں۔ کچھ عرصہ تک اخبارات، جرائد، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے سب چینلز بھی قومی سطح پر یہ آگاہی پیدا کرنے کے لیئے بھرپور مہم چلائیں تا کہ مسلمان کی یہ تعریف پاکستان کے بچے بچے کو ازبر ہو جائے اور تکفیریوں کے فتنے کا مکمل سدباب ہو جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگانے والوں کے خلاف سزا کا قانون بھی منظور کرے۔

پاکستان کے مسلمان عوام اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مسلمان کی تعریف واضح طور پر بیان ہو جانے کے بعد کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے پاس سے اسلام کی کوئی تعریف معین کر کے کسی کو کافر قرار دے۔ آئین پاکستان میں اس تعریف کی موجودگی میں کسی کے مسلم یا غیر مسلم ہونے کا فیصلہ کرنے کا اختیار کسی تنظیم یا گروہ کو نہیں بلکہ یہ اختیار بھی صرف متعلقہ قانونی اداروں کے پاس ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

25 جولائی 2013

بمطابق 15 رمضان المبارک 1434 ہجری

روز ولادت باسعادت حضرم امام حسن علیہ السلام،

جنہوں نے صلح حدیبیہ کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے

مسلمانوں کے کشت و خون کو روکنے کے لیئے

دشمن سے صلح کی۔